© rasailojaraid.com

عربی زبان سیکھنے کیلئے قرآن مجید کافی ہے

(جناب نواب سیف نواز جنگ بہادر سلطان المکلا)

عربی زبان کا سیکھنا میرے خیال میں اردو دان کے لئے آسان ہے لیکن اس کو مشکل کردیا گیا اور سمجھ لیا گیا ہے۔ یا یوں کہئے کہ ایسا طریقۂ تعلیم ہندوستان میں رائج نہیں ہے جس کے ذریعہ سے اس زبان کو سہل طریقے سے سیکھا اور سکھایا جاسکے۔ برخلاف اس کے عربی سیکھنے والے مبتدی کا شروع ہی سے منشعب۔ صرف میر اور کافیہ وغیرہ پڑھا کر دماغ پریشان کردیا جاتا ہے اور پھر بھی اکثر فارغ التحصیل لوگ عربی زبان لکھنے اور سمجھنے پر قادر نہیں ہوتے اور یہ سب عربی طریقہ تعلیم کا نقص ہے، عربی زبان کا کوئی قصور نہیں۔

میرے خیال میں قرآن مجید عربی زبان کے سیکھنے کے لئے کافی ہے اور پھر قرآن میں یہ کمال ہے کہ آج کل کی عربی کے اکثر الفاظ اور طرزِ تحریر کے لوازمات اس میں موجود ہیں۔ الفاظ مستعمل کا ایک اچھا خاصہ اس کے اندر ذخیرہ ہے جو بلیغ بھی ہے اور سہل بھی۔ آپ مقامات حریری یا دیوان متنبی وغیرہ پڑھیں تو اس کے اندر کے غیر مانوس اور غیر مستعمل الفاظ پر شاید ہی عبور حاصل کرسکیں گے۔ اس پر بھی شعراء ادبیات کی حد تک ہی کچھ فائدہ ممکن ہے لیکن قرآن کی عبارت برعکس اس کے ایسی ہے کہ جو عام فہم ہونے کے علاوہ موجودہ زمانہ کے مروجہ الفاظ پر بھی مشتمل ہے اور اکثر کام کے الفاظ قرآن میں ایسے موجود ہیں جن کو آپ ہر تحریر و تقریر میں آسانی کے ساتھ استعمال کرسکتے ہیں۔ الغرض قرآن مجید جیسا کہ چشمۂ نور و ہدایت ہے ایسا ہی عربی زبان کا معلم اور تحریر و تقریر اور کاروبار کے لئے ہر زمانہ کے واسطے ایک فصیح اور مکمل لغات بھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اردو داں کے لئے عربی زبان کے آسان ہونے کی ایک مثال یہ بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ سورۂ فاتحہ جو قرآن شریف کا پہلا سبق ہے اس میں صرف چھ لفظ ایسے ہیں جن کے معنی سے ایک حد تک اردو داں ناواقف ہو سکتے ہیں اگرچہ اُن کے مصدری معنی کو ضرور جانتے ہیں لیکن اس سبب سے کہ ان کی شکلیں بدلی ہوئی ہیں یہ الفاظ نامانوس معلوم ہوتے ہیں۔ اگر ان کو یہ طریقہ معلوم ہو جائے کہ کس طرح ہر ایک لفظ کی اصلی صورت پہچانی جاتی ہے تو وہ فوراً اُن چھ لفظوں کے معانی بھی سمجھ جا ئیں اور اگر ایسا ہے تو کیا یہ عربی زبان اور قرآن کے آسان ہونے کی کافی دلیل نہیں۔

الفاظ کی تین قسمیں

مذکورہ ہر سہ اقسام کے الفاظ کی تشریح یہ ہے کہ الفاظ غیر مفہوم سے مراد وہ الفاظ ہیں جو ناقابل فہم ہیں دوسرے الفاظ منقلبہ ہیں جن کو مصدری شکل میں لایا جائے تو اس کے معنے سمجھ میں آ سکتے ہیں اور تیسرے وہ الفاظ مستعملہ ہیں جو اردو زبان میں عام طور پر مستعمل ہیں

الفاظ غیر مفہومہ

لفظ۔	ال۔	ل۔	ایاک۔	نا۔	الذین۔	علیہم
معنی۔	سب۔	واسطے۔	تجھ ہی کو۔	ہم۔	جو۔جس	اُن پر

الفاظ منقلبہ اور اُن کے مصادر

لفظ	معنی	عربی مصدر	اردو مصدر
نعبد	ہم عبادت کرتے ہیں	عبادۃ	عبادت کرنا

© rasailojaraid.com

نستعین	ہم مدد طلب کرتے ہیں	استعانۃً	مدد طلب کرنا
اِھدِ	ہدایت کر۔ دکھا	ھِدایۃً	ہدایت کرنا۔ راستہ دکھانا
انعمت	نعمت دی تو نے	انعامًا	نعمت دینا
مغضوب	جس پر غضب کیا گیا ہو	غضبًا	غضب کرنا
ضآلین	جمع ہے ضال کی۔ گمراہ	ضلالۃً	گمراہ ہونا

اردو زبان کے مستعملہ الفاظ

حمد	حمد	رب	رب	عالم	عالم
رحمٰن	مہربان	رحیم	رحم والا	مالک	مالک
یوم	یوم	دین	دین۔ بدلہ	صراطِ مستقیم	سیدھا راستہ

ال ۔ لفظ حمد ۔ عالمین ۔ رحمٰن اور رحیم کے اوپر آیا ہے اور اسم کو خاص کر دینے کا فائدہ دے رہا ہے ۔ انگریزی میں ال کے معنے میں آتا ہے مگر اردو میں اس کے کئی معنے ہیں ۔

حمد کی دال کے مضموم ہونے کا یہ سبب ہے کہ جملہ کی ابتدا اسی اسم سے ہوتی ہے پس جو اسم جملہ میں پہلے آئے گا وہ اس قاعدے کے مطابق ضرور مضموم ہوگا جیسا کہ اَلحمدُ اور اسی کو مبتدا بھی کہتے ہیں ۔

لِ ۔ کو حرفِ جر کہتے ہیں اس لئے کہ اس کے بعد جو اسم آئے گا وہ مکسور ہوگا جیسا کہ لِلّٰہِ پس لِ کو اور اسی طرح کے دوسرے حرفوں کو حروف جار کہتے ہیں اور جن پر یہ آتے ہیں اس کو مجرور کہا جاتا ہے ۔ اب اَلحمدُ لِلّٰہِ ایک جملہ ہے جس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں فعل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں آیا ہے۔ 'ہے' جو اردو میں حرفِ ربط کہلاتا ہے اس کے لئے عربی جملہ میں کوئی حرف نہیں بلکہ محذوف رہتا ہے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے معنے ہوئے سب تعریف اللہ کے واسطے ہے۔

فعل ماضی مجرد کی شناخت

فَعَلَ ۔ فعل ماضی مذکر غائب کا وزن ہے اس کے معنٰی ہوں گے کیا (اس نے) اور دوسرے تمام افعال جو اس وزن پر آئیں گے ان کے معنے بھی فعل ماضی ہی کے ہوں گے۔ مثلاً ضَرَبَ نَصَرَ۔ فَتَحَ وغیرہ۔

فَعَلَ کے عین کی حرکت بدلتی رہتی ہے جیسے فَعِلَ فَعُلَ مثلاً عَلِمَ اور حَسُنَ کے یہ بھی فعل ماضی ہی کے صیغے ہیں۔

فعل ماضی مزید

مزید فیہ کی حرکتوں میں اختلاف نہیں ہوتا جیسا کہ اِسْتَفْعَلَ ہمیشہ اِسْتَفْعَلَ ہی رہے گا اور مصدر بھی اس کا ہمیشہ ایک ہی وزن پر آئے گا اس باب کا مصدری وزن اِسْتِفْعَال ہے۔ اِسْتِفْعَال کا وزن بھی نہیں بدلتا۔ اس وزن پر جو فعل آئیں گے وہ فعل ماضی ہوں گے اور اس کا مصدر ہمیشہ (اِسْتِفَالۃ[1]) کے وزن پر آئے گا جیسے استعان' استعانۃ استغانت' استعانۃ۔

---

[1] حقیقت میں استعانۃ عربی میں کوئی عربی ابواب افعال کا وزن نہیں۔ یہاں سہولت کے لحاظ سے فرض کر لیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لفظ کی اصلی شکل

اب ہم اس راز کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں جس سے لفظ کی اصلی شکل پہچانی جا سکے۔ مصدر فعل کی اصلی شکل ہے اور بہت سے عربی کے افعال ایسے ہیں جن کے مصدر کے معنے اردو داں جانتے ہیں اور جن کے لئے الفاظ منقلبہ کی مثال اوپر گزر چکی ہے۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ الفاظ منقلبہ سے اس کی مصدری صورت کس طرح بنائی جائے۔ عربی میں زیادہ تر وزن سے کام لیا گیا ہے۔ وزن کا یہ مطلب ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے لفظ کے وزن پر بہ لحاظ ان کے اصلی حروف کے وزن میں لایا جائے۔

الفاظ ثلاثی جو تین حرفوں سے مرکب ہوتے ہیں وہ مجرد فیہ کہلاتے ہیں اور مجرد فیہ کے سارے حروف اصلی ہوتے ہیں۔ اور زمانہ ماضی کی شکل تین حرفوں سے کم نہیں ہوتی اور تین حرفوں پر جو حروف زیادہ ہو جاتے ہیں وہ افعال ہیں اور ان مزید فیہ کہلاتے ہیں۔

قرآن کے الفاظ اگر جسم ہیں تو معنی روح اور اس پر عمل کرنا اس کے خوشنما زیور سے کم نہیں۔
قرآن کے الفاظ اگر پھول کی پنکھڑیاں ہیں تو اس کے معانی و مطالب بمنزلہ رنگ و بو کے ہیں۔
قرآن کے الفاظ اگر سیاہ نقوش میں نمایاں ہیں تو اس کے اندر جو معانی و مطالب ہیں انہیں نور کی شکل میں نہاں سمجھنا چاہیئے۔

آہ! اے قرآن تو کتنا بلند مرتبہ اور کتنا اعلیٰ و ارفع مقام والا ہے، جس کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ اور پھر اس پر طرّہ یہ کہ ہمارے مادی ہاتھ تجھ کو مس کر رہے ہیں:۔

"مصلح"

© rasailojaraid.com